اسلامی بینکاری؛ علمائے کرام سے دردمندانہ گزارشات

ڈاکٹر شاہد حسن صدیقی

یہ ایک افسوس ناک حقیقت ہے کہ پاکستان کے بااثر، مال دار اور فیصلہ ساز طبقے نہیں چاہتے کہ پاکستان میں اسلامی نظامِ معیشت و بینکاری شریعت کی روح کے مطابق نافذ ہو اور معیشت سے سود کا خاتمہ ہو کیونکہ اس سے ان کے ناجائز مفادات پر کاری ضرب پڑے گی مگر ملک کے کروڑوں افراد کی قسمت بہر حال بدل جائے گی۔

ربٰوا (سود) کا مقدمہ گزشتہ ۲۵ برسوں سے زیر سماعت ہے جہاں شرعی عدالتوں میں عالم جج بھی موجود رہے ہیں۔ سپریم کورٹ کی شریعت اپلیٹ بینچ نے ۲۳؍دسمبر ۱۹۹۹ء کو ربٰوا کے مقدمے میں ایک تاریخ ساز فیصلہ دیا تھا جس پر عمل درآمد سے اسلامی نظامِ بینکاری کے نفاذ کی طرف تیزی سے پیش قدمی ہو سکتی تھی، ہم نے بھی اس مقدمہ میں سپریم کورٹ کی معاونت کی تھی۔ اس فیصلے کو پہلا جھٹکا اس وقت لگا جب سپریم کورٹ نے جون ۲۰۰۱ء میں یہ فیصلہ دیا کہ دسمبر ۱۹۹۹ء میں دیے گئے فیصلے پر عمل درآمد کی مدت جون ۲۰۰۱ء سے بڑھا کر ۳۰؍جون ۲۰۰۲ء ہو گی لیکن توسیع کا فیصلہ دینے سے پہلے حکومت سے یہ تحریری یقین دہانی حاصل نہیں کی کہ وہ دسمبر ۱۹۹۹ء کے فیصلے کو تسلیم کرتے ہیں اور جون ۲۰۰۲ء تک اس فیصلے پر عمل درآمد کرنے کے پابند ہیں۔ بلکہ فیصلے میں یہ لکھا کہ ہمیں حکومت کے خلوص پر شبہ نہیں ہے، حالانکہ ہم لکھ چکے تھے کہ حکومت نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس فیصلے پر عمل نہیں کیا جائے گا۔

پھر سپریم کورٹ نے، جس میں دو عالم جج بھی شامل تھے، حیرت انگیز تیز رفتاری سے 30؍جون ۲۰۰۲ء کی مدّت ختم ہونے سے چند روز پہلے سود کو حرام قرار دینے کے فیصلے کو ہی منسوخ کر کے مقدمہ از سر نو سماعت کے لیے دوبارہ وفاقی شرعی عدالت کو بھیج دیا جو پہلے ہی ۱۴؍نومبر ۱۹۹۱ء کو سود کو حرام قرار دے چکی تھی۔ اب 25 برس کا عرصہ گزرنے کے باوجود شرعی عدالتیں یہ حتمی فیصلہ نہیں دے سکیں کہ موجودہ بینکنگ سود اسلام میں حرام ہے یا نہیں؟ وفاقی شرعی عدالت جس میں عالم جج بھی موجود ہوتے ہیں، نے ۱۴ برس سے زائد کا عرصہ گزرنے کے باوجود فیصلہ ہی نہیں دیا۔

کچھ عرصہ قبل اسٹیٹ بینک نے موجودہ حکومت کے دور میں شرعی عدالت میں یہ موقف اختیار کیا تھا کہ اسلام میں موجودہ بینکنگ سود حرام نہیں ہے، حالانکہ اسٹیٹ بینک میں ایک ڈپٹی گورنر برائے اسلامک بینکنگ

تعینات ہیں اور اسٹیٹ بینک کے شریعہ بورڈ کے چیئرمین ایک ممتاز ترین عالم دین ہیں۔

ایک اور انتہائی تشویش ناک بات یہ ہے کہ ۴؍ستمبر ۲۰۰۱ء کو ایک اعلیٰ سطح کے اجلاس میں یہ قطعی غیر اسلامی فیصلہ کیا گیا تھا کہ سپریم کورٹ کے اس فیصلے پر عمل نہیں کیا جائے گا جس کے مطابق ۳۰؍جون ۲۰۰۲ء تک اسلامی بینکاری مکمل طور سے نافذ ہونا ہے بلکہ بینکاری کا متوازی نظام نافذ کیا جائے گا یعنی ملک میں سودی بینک اور روایتی بینک غیر معینہ مدّت تک ساتھ ساتھ کام کرتے رہیں گے، چنانچہ سودی نظام کو دوام مل جائے گا۔ اس بات کے مستند دستاویزی ثبوت موجود ہیں کہ اس غیر اسلامی اور سودی نظام کو دوام بخشنے والے اس فیصلے میں اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین جو عالم دین بھی ہیں، اس کونسل کے کچھ ممبران، ایک ممتاز عالم دین جو سپریم کورٹ کی شریعت اپلیٹ بینچ میں عالم جج کی حیثیت سے خدمات انجام دے چکے تھے اور بعد میں اسٹیٹ بینک کے شریعہ بورڈ کے چیئرمین بھی رہے اور اسٹیٹ بینک کے سابق اور اس وقت کے گورنر بھی شامل تھے۔

یہ بات بھی نوٹ کرنا اہم ہے کہ سپریم کورٹ کے عالم جج کی حیثیت سے اسلامی نظام بینکاری کے نفاذ کے لیے صرف جون ۲۰۰۲ء تک مہلت دینے والے محترم عالم دین جو اسلامی بینکاری کے مسائل کو سمجھتے ہیں، اب ۲۰۱۷ء میں بھی اسٹیٹ بینک کے شریعہ بورڈ کے چیئرمین کی حیثیت سے غیر اسلامی متوازی نظام بینکاری کے غیر معینہ مدّت تک جاری رہنے کے عمل میں فیصلہ کن کردار ادا کر رہے ہیں جس سے سودی نظام کو دوام مل رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں توفیق دی کہ پاکستان میں سب سے پہلے ہم نے کہا تھا کہ

(الف) پاکستان نے متوازی بینکاری کا جو نظام نافذ کیا ہے، وہ غیر اسلامی ہے۔

(ب) اسلامی بینک بھی سودی بینکوں کی طرح اپنے کھاتے داروں کا استحصال کر رہے ہیں اور اس متوازی نظام کی موجودگی میں اگر کبھی چاہیں بھی تو اس استحصال کو ختم نہیں کر سکیں گے۔

(ج) ان فیصلوں سے جن میں علما بھی شامل رہے ہیں، پاکستان میں سودی نظام کو دوام مل گیا ہے۔

(د) پاکستان میں کام کرنے والے اسلامی بینکوں کو اسلامی بینک کہا ہی نہیں جاسکتا۔

گزشتہ 10 برسوں میں ان حقائق کو وقتاً فوقتاً ہم مروّجہ اسلامی بینکاری کی خامیاں بتلاتے ہوئے اصلاحی تجاویز بھی دیتے رہے ہیں۔ علما اور ماہرین اس بات پر متفق ہیں کہ اسلامی بینکاری کا نظام نفع و نقصان میں شرکت کی بنیاد پر استوار ہوگا۔ بدقسمتی سے پاکستان میں معیشت دستاویزی نہیں ہے، کالے دھن کا حجم بہت زیادہ ہے، کرپشن عام ہے، ٹیکسوں کا نظام غیر منصفانہ ہے اور افراد اور ادارے عموماً اپنا صحیح منافع ظاہر نہیں کرتے، چنانچہ فیصلہ کیا گیا کہ عبوری مدّت میں اور مجبوری کی حالت میں مرابحہ واجارہ وغیرہ کا طریقہ استعمال کیا

جائے اور مشارکہ کے ذریعے سرمائے کی فراہمی بڑھائی جائے لیکن اس اجازت کا بڑے پیمانے پر غلط استعمال ہوا اور اب 'عبوری' کا لفظ حذف کر دیا گیا ہے۔

بد قسمتی سے مندرجہ بالا معاملات میں بہتری کے لیے اصلاحی اقدامات اُٹھانے کے بجائے وفاقی شرعی عدالت کی جانب سے سود کے مقدمے کا ۱۴ برس تک فیصلہ نہ آنے کی وجہ سے جو وقت ملا، اس میں ملکی معیشت، سودی و اسلامی بینکاری کو جس طرح چلایا گیا، ملک کے داخلی قرضوں کو جس تیز رفتاری سے بڑھایا گیا اور ٹیکسوں کے نظام کو اتنا بگاڑا گیا کہ ملک میں اسلامی بینکاری کے لیے ماحول مزید معاندانہ ہو گیا۔ وزارتِ خزانہ بھی اس بات سے اتفاق کرے گی کہ اس صدی کے آخر تک بھی پاکستانی معیشت سے سود کا خاتمہ ہوتا نظر نہیں آرہا۔

یہ امر تشویش ناک ہے کہ گزشتہ برسوں میں اسلامی بینک بھی بڑے پیمانے پر سودی کاروبار میں ملوّث ہو گئے ہیں۔ چند حقائق یہ ہیں:

① ہم نے ۲۲/ اکتوبر ۲۰۱۵ء کے اپنے کالم میں لکھا تھا کہ مولانا تقی عثمانی کی سربراہی میں صکوک کی بیع مؤجل پر مبنی ایک نئی پروڈکٹ کی منظوری دی جس کے تحت ۲۰۰ ارب روپے سے زائد رقوم پر اسلامی ملکوں کو ملنے والی آمدنی سودی آمدنی تھی چنانچہ اسلامی بینکوں نے اس آمدنی میں سے جو منافع اپنے کھاتے داروں کو دیا تھا، وہ سود ہی تھا۔

② بیشتر اسلامی بینکوں نے 'رواں مشارکہ' کے نام سے ایک نئی پروڈکٹ متعارف کرائی ہے جس میں بلاشبہ سود کی آمیزش ہے مگر علما خاموش ہیں۔

③ بینک اسلامی کے ۲۰۱۵ء کے آڈٹ شدہ سالانہ گوشوارے میں کہا گیا ہے کہ اُنہوں نے ایک سودی بینک کو خرید کر اس کا انتظام سنبھال لیا ہے اور سودی بینک کو اپنے اندر ضم کرنے سے جو غیر معمولی حالات پیدا ہوئے ہیں، ان کی وجہ سے بینک اسلامی کے شریعہ بورڈ نے اجازت دی ہے کہ ۶ ماہ تک اس سودی بینک کی آمدنی واخراجات کو بینک اسلامی کی کتابوں میں 'قرطینہ' میں رکھیں۔ شریعہ بورڈ کے اس غیر اسلامی فیصلے پر اسٹیٹ بینک کا شریعہ بورڈ اور علماء و مفتی خاموش ہیں۔ بینک اسلامی کے شریعہ بورڈ کے اس غیر اسلامی فیصلے کی تفصیلات کا تو یہ کالم متحمل نہیں ہو سکتا۔ بینک اسلامی ایک منافع بخش بینک تھا اور اس نے ایک سودی بینک صرف اس لئے خریدا کہ آنے والے برسوں میں اس کا کاروبار اور منافع یقیناً بڑھے گا۔ اب خدشہ یہ ہے کہ سود سے اجتناب کرنے والے تجارتی و مالیاتی ادارے اس مثال کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا منافع بڑھانے کے لیے کم از کم ایک مرتبہ سودی بنیاد پر قرضہ لے سکتے ہیں۔ ہم دعا گو ہیں کہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں قابل احترام علماء و مفتیانِ کرام اور ماہرین اس انتہائی اہم معاملے پر اپنی آرا اور فتویٰ دے کر اپنی دینی ذمہ داری پوری کریں۔